السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک انسان نےاپنے دور جوانی میں بعض ایسے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا، جواللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق ہیں مگراب اس نے توبہ کرلی ہے اوراب وہ درج ذیل امور کے بارے میں استفسار کرنا چاہتا ہے:

1...وہ گناہ کے جرم سے ڈرتا ہے کہ کہیں اس میں کچھ وقت کے بعد دوبارہ مبتلا نہ ہوجائے؟

2...وہ ڈرتا ہے کہ جرم، گناہ دوبارہ اس کی توبہ وثبات پر اثرانداز نہ ہو؟

3...کیاان افعال کا بھی محاسبہ ہوگا جن سے وہ توبہ کرچکا ہے؟

4...کیالعنت گناہ کے وقوع پذیر ہونے کے وقت واقع ہوتی ہے؟

5...جب اس نے ان گناہوں کا ارتکاب کیا تواس وقت اسے ان کی سزا کا علم نہ تھا، توکیاان گناہوں کی سنگینی سے ناواقفیت کی وجہ سے یہ شخص قابل معافی ہوگیا، اس نے یہ گناہ بھی خفیہ طور پرکیے ہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

سائل اوردوسرے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو شخص بھی کسی گناہ سے توبہ کرلے تواللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے خواہ گناہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، ارشادِباری تعالیٰ ہے:

قُل يـٰعِبادِىَ الَّذينَ أَسرَ‌فوا عَلىٰ أَنفُسِهِم لا تَقنَطوا مِن رَ‌حمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغفِرُ‌ الذُّنوبَ جَميعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الغَفورُ‌ الرَّ‌حيمُ ﴿٥٣﴾... سورة الزمر

‘‘میری جانب سے) کہہ دوکہ اے میرے بندو!جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوجاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔)’’

یہ خوشخبری توبہ کرنے والوں کےلیے ہے۔

اسی طرح ارشادِباری تعالیٰ ہے:

وَالَّذينَ لا يَدعونَ مَعَ اللَّهِ إِلـٰهًا ءاخَرَ‌ وَلا يَقتُلونَ النَّفسَ الَّتى حَرَّ‌مَ اللَّهُ إِلّا بِالحَقِّ وَلا يَزنونَ ۚ وَمَن يَفعَل ذٰلِكَ يَلقَ أَثامًا ﴿٦٨﴾ يُضـٰعَف لَهُ العَذابُ يَومَ القِيـٰمَةِ وَيَخلُد فيهِ مُهانًا ﴿٦٩﴾ إِلّا مَن تابَ وَءامَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صـٰلِحًا فَأُولـٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّـٔاتِهِم حَسَنـٰتٍ ۗ وَكانَ اللَّهُ غَفورً‌ا رَ‌حيمًا ﴿٧٠﴾... سورة الفرقان

‘‘اوراللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اورکسی ایسے شخص کوجسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کردیا ہووہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے، نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اورجو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا-اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب کیا جائے گا اوروہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا-سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اورایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔’’

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ توبہ سابقہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے (۱) اورہم سے پہلے گزرے ہوئے اس آدمی کا قصہ ہے، جس نے ننانوے آدمیوں کا قتل کرنے کے بعد ایک عابد سے پوچھا، کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ تواس نے جواب دیا کہ نہیں، تمہاری توبہ قبول نہیں ہوسکتی تواس نے اسے بھی قتل کردیا اوراس طرح اس نے ایک سوکی تعداد کو پورا کرلیا، پھر اس نے ایک عالم سے پوچھا تواس نے بتایا کہ ہاں توبہ کرنے سے کوئی امر مانع نہیں ہے۔ نیزانہوں نے ایک ایسی بستی کی نشان دہی کی جس میں نیک لوگ بستے تھے اور حکم دیا کہ ہجرت کرکے وہاں چلے جاؤ، وہ ابھی راستہ ہی میں تھا کہ پیغام موت آگیا تواس کے بارے میں رحمت اورعذاب کے فرشتوں نے آپس میں جھگڑنا شروع کردیا تواللہ تعالیٰ نے ان میں فیصلہ کرنے کےلیے ایک فرشتے کو بھیج دیا اوراس نے کہا کہ دونوں بستیوں کے درمیان کے فاصلہ کی پیمائش کرلو، جس بستی کا فاصلہ زیادہ قریب ہو، اسے اسی میں سے شمار کرلو، فاصلہ کی جب پیمائش کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ نیک بستی کے زیادہ قریب ہے لہٰذا اس کی روح کو رحمت کے فرشتے لے گئے۔ (۱) سائل نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ اس نے کئی ایسے گناہ کیے ہیں جو مستوجب لعنت ہیں مگراب اس نے ان گناہوں سے توبہ کرلی ہے، تومیں اسے خوش خبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سچی پکی (خالص) توبہ کو ضرور قبول فرمالے گا، ارشادِباری تعالیٰ ہے:

(۱) صحیح مسلم، الایمان، باب کون الاسلام یھدم ما کان قبلہ، حدیث: 121 بلفظ آخر

(۱) صحیح البخاری احادیث الانبیا، رقم الباب: 54، حدیث: 3470 وصحیح مسلم التوبۃ، باب قبول توبۃ القائل، وان کثر قتلہ، حدیث: 2766

إِنَّمَا التَّوبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذينَ يَعمَلونَ السّوءَ بِجَهـٰلَةٍ ثُمَّ يَتوبونَ مِن قَريبٍ فَأُولـٰئِكَ يَتوبُ اللَّهُ عَلَيهِم ۗ وَكانَ اللَّهُ عَليمًا حَكيمًا ١٧ ... سورة النساء

''اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو بوجہ نادانی کوئی برائی کر گزریں پھر جلد اس سے باز آجائیں اور توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑے علم والا حکمت والا ہے۔''

''پھر جلدی توبہ کرلیتے ہیں'' سے مراد یہ ہے کہ وہ موت سے پہلے پہلے توبہ کرلیتے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد یہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَيسَتِ التَّوبَةُ لِلَّذينَ يَعمَلونَ السَّيِّـٔاتِ حَتّىٰ إِذا حَضَرَ أَحَدَهُمُ المَوتُ قالَ إِنّى تُبتُ الـٔـٰنَ وَلَا الَّذينَ يَموتونَ وَهُم كُفّارٌ ۚ أُولـٰئِكَ أَعتَدنا لَهُم عَذابًا أَليمًا ١٨ ... سورة النساء

''ان کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے تو کہہ دے کہ میں نے اب توبہ کی، اور ان کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر ہی مرجائیں، یہی لوگ ہیں جن کے لئے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

سائل کو چاہیے کہ اپنی توبہ کو برقرار رکھے، ثابت قدم رہے، تاکہ شیطان اس کے دل میں یہ وسوسہ نہ ڈالے کہ اس کی توبہ مقبول نہیں یا یہ کہ اس سے اس گناہ کا بھی حساب لیا جائے گا جس سے یہ توبہ کرچکا ہے۔ البتہ اگر توبہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو پھر اس کے لیے یہ واجب ہے کہ متعلقہ لوگوں کے حقوق ادا کردے یا ان سے معاف کرالے اور اگر وہ حق داروں کو یا فوت ہوجانے کی صورت میں ان کے وارثوں کو نہ جانتا ہو تو ان کی طرف سے صدقہ کردے تاکہ ان حقوق سے بھی وہ بریٔ الذمہ ہوجائے مثلاً اگر گناہ کی صورت یہ ہو کہ اس نے کسی کا مال لیا ہو اور پھر اس سے توبہ کرلی ہو تو اس کے لیے واجب یہ ہے کہ یہ مال اس کے مالک کو واپس لوٹا دے اور اگر وہ زندہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو دے دے اور اگر وہ اسے جانتا نہ ہو یا اسے بھول گیا ہو تو اس کی طرف سے نیت کرتے ہوئے اس مال کو صدقہ کردے۔ نیت کرتے ہوئے یہ کہے کہ یہ اس کی طرف سے صدقہ ہے، جس سے اس نے مال لیا تھا اور اگر چاہے تو یہ کہے کہ یہ اس کی طرف سے صدقہ ہے، جس کا یہ مال ہے کیونکہ اگر وہ فوت ہوچکا ہو تو پھر یہ مال اس کے وارثوں کی طرف سے صدقہ ہوجائے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو تو علم ہے کہ یہ کس کا مال ہے لہٰذا وہ اس کے مستحق تک اس کا ثواب پہنچا دے گا۔

سائل نے جو ذکر کیا ہے کہ وہ اس بات سے ڈرتا ہے کہ گناہ اس کی توبہ پر اثر انداز ہوں گے تو اسے اس بات سے قطعاً نہیں ڈرنا چاہیے، کیونکہ توبہ کرنے سے سابقہ گناہ اس طرح مٹ جاتے ہیں کہ ان کا مطلقاً کوئی اثر باقی نہیں رہتا اور بسا اوقات توبہ کرنے کے بعد انسان توبہ سے پہلے کی زندگی سے بہت بہتر ہوجاتا ہے کیونکہ توبہ سے اسے انابت الی اللہ اور خوف الٰہی کی توفیق ملتی ہے اور ایسے قلبی احوال اور بدنی اعمال کی توفیق ملتی ہے، جن سے اس کا مقام و مرتبہ پہلے کی نسبت بہت بلند ہوجاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ﷺ کی توبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

وَعَصىٰ ءادَمُ رَبَّهُ فَغَوىٰ ١٢١ ثُمَّ اجتَبـٰهُ رَبُّهُ فَتابَ عَلَيهِ وَهَدىٰ ١٢٢ ... سورة طه

''آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب کی نافرمانی کی، پس بہک گیا (121) پھر اس کے رب نے نوازا، اس کی توبہ قبول کی اور اس کی رہنمائی کی''

سائل نے جو یہ پوچھا ہے کہ لعنت معصیت کے وقوع کے وقت واقع ہوتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ لعنت کبھی تو معصیت کے وقوع کے وقت ہی لاحق ہوتی ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ کے ارادہ و حکمت کے مطابق مؤخر بھی ہوسکتی ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق عطا فرما دے تو پھر لعنت ختم ہوجاتی ہے کیونکہ لعنت کے معنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کے ہیں اور جو شخص توبہ کرلے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہے۔

سائل نے جو یہ پوچھا ہے کہ اسے ان جرائم کی سزا کا علم نہیں تھا تو سزا کے علم نہ ہونے سے سزا ختم نہیں ہوتی خواہ وہ دنیوی ہو یا اخروی، بشرطیکہ اسے یہ علم ہو کہ یہ کام کرنا حرام تھا۔ اگر انسان اپنے دل میں یہ کہے کہ اگر اسے یہ علم ہوتا کہ اس گناہ کی یہ سزا ہے تو وہ اس کا ارتکاب نہ کرتا تو یہ کوئی عذر نہیں ہے کیونکہ اس نے اس علم کے باوجود کہ یہ کام حرام ہے، ایک حرام فعل کا ارتکاب کیا ہے لہٰذا اگر کوئی شخص زنا کرے اور اسے زنا کی حرمت کا علم ہو (اور ہر عاقل مسلمان یہ جانتا ہے کہ زنا حرام ہے) مگر اسے اس کی سزا کا علم نہ ہو مثلاً یہ کہ وہ شادی شدہ ہو اور زنا کرلے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ شادی شدہ زانی کی سزا رجم ہے تو پھر بھی اسے رجم کردیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص رمضان کے مہینے میں دن کے وقت روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے مباشرت کرلے اور کہے کہ اس حالت میں مباشرت کے کفارے کا اسے علم نہیں تھا حالانکہ اس کا کفارہ مغلظ ہے اور وہ ہے ایک غلام کو آزاد کرنا، غلام موجود نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا اور اگر روزے رکھنے کی بھی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا تو کفارے کے بارے میں ناواقفیت سے اس کا وجوب ختم نہیں ہوتا۔ کفارہ ہر صورت میں واجب ہوگا خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص نے جب نبی اکرم ﷺ سے یہ پوچھا کہ اس نے لاعلمی سے رمضان میں دن کے وقت اپنی بیوی سے مباشرت کرلی ہے تو اس پر کیا واجب ہے؟ تو نبی ﷺ نے اسے یہ فتویٰ دیا کہ اس کے ذمے ایک غلام کو آزاد کرنا ہے۔ اگر غلام نہ ملے تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے جائیں اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دیا جائے۔ (١) بہر حال جرم کی سزا کے علم نہ ہونے سے سزا ختم نہیں ہوتی، جب کہ یہ علم ہو کہ یہ کام حرام ہے۔

---

(١) صحیح البخاري، الصوم، باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن له شی فتصدق علیه فلیکفر، حدیث: 1936 و صحیح مسلم، الصیام، باب تغلیظ تحریم الجماع...الخ، حدیث: 1111

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اسلامیہ

ج4ص162